حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب

دوامِ حدیث

قسط نمبر ۲۸

حجیّتِ حدیث

پر

قرآنی دلائل اور چند شبہات کا ازالہ!

حدیث اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ سے جو قرعہ اندازی کا انکار مروی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس حدیث کے منکر ہیں جو قرعہ اندازی میں وارد ہے۔ کیونکہ قرعہ اندازی کا مسئلہ تو قرآن مجید میں بھی ہے آل عمران میں ہے کہ حضرت مریمؑ کی کفالت قرعہ اندازی کی صورت میں حضرت زکریا کے سپرد ہوئی، اسی طرح حضرت یونس قرعہ اندازی میں مغلوب ہوئے۔ (صافات) قرعہ اندازی کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو قمار کے منسوخ ہونے سے پہلے قرار دیتے ہیں یہ نہیں کہ حدیث کو مجرد رائے سے رد کر دیتے ہیں یہ بحث الگ ہے کہ واقعی ان کی یہ بات صحیح ہے یا غلط

اسی طرح جو آپ نے فرمایا ہے کہ میں انسان پر حیوان کو ترجیح نہیں دیتا مجرد رائے سے حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ ان کے خیال میں یہاں دو حدیثیں چونکہ متعارض ہیں ایک میں گھوڑے کے سوار کے مقابل ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے، دوسری میں دو حصے مقرر کئے گئے ہیں اس لئے اس حدیث کو ترجیح ہوگی، جو رائے سے موید ہے اور دوسری حدیث کی اس طرح تاویل کی جا دیگی کہ حدیث میں گھوڑے کے جو دو حصے وارد ہوتے ہیں اس میں دوسرے حصہ کا ذکر انعام پر محمول کیا جائے گا۔ اور جس حدیث میں ایک حصہ کا ذکر ہے اس کو استحقاق کے معنے میں لیا جائے گا اس

تطبیق کی تائید میں انہوں نے کہا کہ میں حیوان کو انسان پر ترجیح نہیں دیتا، کیونکہ دونوں صورتیں حدیث ہی میں وارد ہیں یہ نہیں کہ ایک حدیث میں ہو اور دوسری صورت قرآن میں ہو، یا صرف عقل سے ہی کہی ہو، پھر اس کو حدیث پر ترجیح دی ہو، یہ الگ بات ہے کہ تطبیق تو اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ جس حدیث میں ایک آیا ہے اس سے مراد مطلق حصہ ہو اور حقیقت میں وہ حصہ آدمی سے دوگنا ہو اور جس میں دو حصوں کا ذکر ہے اس میں مقدار کا لحاظ رکھ کر کہا گیا ہو کیونکہ حدیث کا مورد ایک ہی ہے، مسئلہ کی صحت و عدم صحت سے بحث نہیں بحث اس امر سے ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کیا مجرد رائے سے حدیث کو رد کیا یا نہیں اور واقعہ مذکورہ سے مجرد رائے سے حدیث کو رد کر دینے کی تائید نہیں ہوتی۔

اسی طرح جو آپ سے یہ مروی ہے کہ ایجاب و قبول کے بعد بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کو مجلس بیع میں فسخ کا حق نہیں رہتا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مجرد رائے سے اس حدیث کو رد کر دیتے تھے جس میں خیار مجلس کا ذکر ہے، بلکہ وہ اپنے دعوی پر حدیث (اَلْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی شُرُوْطِهِمْ مسلمانوں کو اپنی شرطوں پر قائم رہنا چاہیئے) سے استدلال کرتے تھے اور خیار مجلس والی حدیث میں جو خیار فسخ ثابت ہوتا ہے اس کو خیار قبول پر محمول کرتے تھے، یعنی ایجاب کے بعد دوسرے کو مجلس میں قبول کرنے کا حق ہے اور جب تک قبول نہ کرے ایجاب کرنے والے کو رجوع کا حق ہے، اگرچہ یہ تاویل دوسرے ائمہ اور محدثین کے ہاں باطل ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجرد رائے سے حدیث کو رد کر دیتے ہیں اور اس معنے کی تائید میں وہ کہتے تھے اگر یہ معنے نہ کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ مدت تک اختیار باقی رہے جب دونوں ایک جہاز میں ہوں، یا ایک جیل خانہ میں ہوں۔

اسی طرح جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ قصاص میں مماثلت ضروری نہیں وہ بھی آپ نے ایک حدیث ہی کی بنا پر فرمایا ہے نہ قرآن اور مجرد رائے سے کیونکہ قرآن میں تو مماثلت کا ذکر ہے۔ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (شوریٰ) برائی کا بدلہ اس کے برابر ہے، اس مقام میں امام ابوحنیفہؒ ایک حدیث سے قرآن کی آیتوں کی تخصیص کی ہے وہ حدیث یہ ہے لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ قصاص صرف تلوار سے ہونا چاہیئے، اور باقی احادیث جن میں

قصاص میں مساوات کا ذکر ہے ان کو سیاست پر محمول کرتے ہیں کہتے ہیں وہ وقتی چیزیں ہیں قانون نہیں ہیں، آپ نے جو حدیث کے بیان کرنے پر ہذیان کا لفظ بولا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حدیث ہذیان ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اس حدیث سے ایک قانون اخذ کرنا ہذیان ہے۔ کیونکہ یہ ایک واقعہ ہے اور ایک واقعہ قانونی حدیث کے مقابلہ میں پیش نہیں ہو سکتا اگرچہ امام صاحب کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ قرآن میں بھی قانون ہی ہے جس سے قصاص میں مساوات ثابت ہے بلکہ لفظ قصاص کا مفہوم بھی مساوات ہی ہے مگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ امام صاحب کے قول کی ایسی توجیہ ہو سکتی ہے جس سے منکرین حدیث کی ہم نوائی ثابت نہیں ہوتی۔

نیز ان دونوں واقعوں (خیار مجلس، اور قصاص میں مماثلت) کی سند میں احمد بن محمد بن سعید کوفی ہے ضَعَّفَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ بہت لوگوں نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے (میزان) صفحہ ۶۴ ج ۱ دار قطنی کہتے ہیں منکر روایتیں بیان کرتا ہے، صحابہ کے عیب بیان کرتا تھا، شیعی تھا، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عیوب کرتا تھا کوفہ کے شیوخ کو جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتا تھا، میزان صفحہ ۶۵ ج ۱

اسی طرح جو آپ سے مروی ہے (کہ آپ نے ایک سوال کا جواب دیا تو سائل نے کہا فلاں روایت اس کے خلاف ہے، آپ نے فرمایا ہم کو ایسی روایتوں سے معاف رکھو) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ روایتیں صحیح نہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت ہماری رائے کے خلاف ہے

اسی طرح جو آپ سے مروی ہے کہ آپ نے کسی حدیث کو حدیث خرافہ کہا ہے، اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، امام بخاری نے جو امام ابو حنیفہؒ کو ضعفاء میں شمار کیا ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ امام صاحب حدیث کو رد کر دیتے تھے بلکہ اس لئے ضعیف کہا ہے کہ محدثین کو جس قسم کے حافظہ کی ضرورت ہے ان کے خیال میں اس معیار پر وہ پورے نہیں اترے، حافظ ابن حجر نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو ثقہ کہنے والے جرح کرنے والوں سے زیادہ ہیں، زیادہ سے زیادہ ان میں یہی نقص نکالا گیا ہے کہ وہ رائے میں زیادہ توغل کرتے تھے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کے قابلِ قبول ہونے کے لئے جو شرط لگائی ہے کہ وہ حدیث قرآن کے خلاف نہ ہو اس کی یہ وجہ ہے کہ وہ مرسل اور منقطع روایات کو بھی قبول کر لیتے تھے محدثین ان روایات کو ضعیف قرار دے کر چھوڑ دیتے تھے ایسی روایات بعض وقت قرآن کے خلاف بھی ہوتی ہیں اس لئے امام ابوحنیفہؒ نے یہ شرط لگائی ورنہ محدثین نے جو صحت کی شرطیں لگائی ہیں ان کے متحقق ہونے کے بعد حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہوتی، اس لئے محدثین کے نزدیک یہ شرط زائد ہے۔ اگرچہ محدثین کو کوئی مضر نہیں، کیونکہ جو حدیث محدثین کی شرائط پر صحیح ہوگی وہ قرآن کے خلاف نہیں ہوگی۔

مگر اس شرط سے بعض ملحدین کو موقع ملتا ہے کہ جو حدیث محدثین کی شرائط پر صحیح ہو اپنے مقصد کے خلاف پاکر اس کو قرآن کے خلاف کہہ کر رد کر دیں، قرآن کا مطلب خود بنا لیں اور حدیث کو اس کے خلاف قرار دے دیں، اس لئے محدثین نے معتبر شرائط کے بعد اس شرط کا ذکر نہیں کیا۔

راوی کے فقیہ ہونے کی شرط امام ابوحنیفہؒ نے بیان نہیں کی بلکہ ان کے بعد عیسیٰ بن ابان نے لگائی ہے جیسا کہ اصول فقہ کی واقفیت رکھنے والوں پر مخفی نہیں، اور اس شرط کی ہر جگہ ضرورت بھی نہیں، جب کسی راوی کا ضبط درست ہو تو اس کی روایت معتبر ہوتی ہے خواہ فقیہ ہو یا غیر فقیہ صرف روایت بالمعنیٰ کی صورت میں تفقہ کی ضرورت ہے مگر اسی حد تک تفقہ کی ضرورت کہ روایت بالمعنیٰ میں مسئلہ کی نوعیت میں خلل نہ آئے پھر محدثین جو کتابوں کے مصنف اور صحیح حدیثوں کے راوی ہیں اکثر فقیہ ہی ہیں۔

ثُمَّ هٰذِهِ التَّفْرِقَةُ بَيْنَ الْمَعْرُوْفِ بِالْفِقْهِ وَالْعَدَالَةِ مَذْهَبُ عِيْسَى بْنِ اَبَانٍ
وَتَابَعَهُ اَكْثَرُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ وَاَمَّا عِنْدَ الْكَرْخِيِّ وَمَنْ تَابَعَهُ مِنْ اَصْحَابِنَا فَلَيْسَ فِقْهُ الرَّاوِيْ
شَرْطًا لِتَقَدُّمِ الْحَدِيْثِ عَلَى الْقِيَاسِ ۔ نور الانوار صفحہ ۱۷۹-۱۸۰

راوی کے فقیہ ہونے کی شرط عیسیٰ بن ابان کا مذہب ہے اکثر پچھلے لوگ اسی طرف گئے ہیں، امام کرخی اور جصاص کے موافق ہیں ان کے نزدیک راوی کا فقیہ ہونا حدیث کے قیاس پر مقدم ہونے کیلئے شرط نہیں

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ مُسْتَحْدَثٌ وَلَمْ يُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ الْقُدَمَاءِ اِشْتِرَاطُ

فِقهِ الرَّاوِی فِی تقدیمِ خبرہٖ عَلَی القیاسِ کَیفَ وَقَدْ نُقِلَ عَنْ اِمَامِنَا الاَعظَمِ اَنَّہٗ قَالَ مَاجَاءَ عَنِ اللہِ تعالیٰ وَعَنِ الرَّسُولِ فعلی الرَّأسِ وَالعَینِ [1]

یاد رکھو کہ راوی کے فقیہ ہونے کی شرط ایک نئی بات ہے جو سلف متقدمین سے مروی نہیں حدیث کے قیاس پر مقدم کرتے ہیں امام صاحب نے یہ شرط نہیں لگائی بلکہ آپ سے منقول ہے کہ جو اللہ اور رسولؐ سے آئے وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔

اِن مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ راوی کے فقیہ ہونے کی شرط امام اعظمؒ صاحب کا مذہب اس کے بالکل خلاف ہے پس اس شرط کو امام اعظمؒ کی طرف منسوب کرنا جہالت اور دھوکہ دہی ہے، جیسا کہ منکر حدیث نے مقام حدیث میں ذکر کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی جب فتوے دیتے تو کہہ دیتے

ھٰذا رَأیُ نُعمَانِ بنِ ثَابِتٍ یعنی نَفْسَہٗ وَھُوَ اَحْسَنُ مَا قَدَرْنَا عَلَیہِ فَمَنْ جَاءَ بِاَحْسَنَ مِنْہُ فَھُوَ اَوْلیٰ بِالصَّوَابِ (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۲۶ ج ۱)

یہ میری رائے ہے ہم نے اپنی طاقت کے مطابق بہتر رائے دی ہے، اگر کوئی شخص اس سے اچھی رائے پیش کرے تو اس کی بات زیادہ درست ہوگی۔

وَکَانَ اِذَا وَرَدَ عَلَیہِ مَسْئَلَۃٌ فِیھَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ اِتَّبَعَہٗ (امام محمد تاریخ بغداد ص ۳۴)

امام ابو حنیفہ کے پاس جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا جس میں کوئی صحیح حدیث ہوتی تو اس کی پیروی کرتے۔

عبارات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ امام اعظمؒ حدیث کے متبع تھے حدیث کو اسی طرح مانتے تھے جس طرح دوسرے ائمہ مانتے ہیں بعض احادیث کے متعلق جو ان سے ایسے کلمات مروی ہیں جن سے منکرین حدیث ان کو اپنا ہم نوا بنانا چاہتے ہیں، ان کا وہ مطلب نہیں جو یہ لوگ لیا کرتے ہیں وہ صحیح حدیث کو مانتے اور دستور العمل بناتے ہیں اپنی رائے کے ساتھ کسی صحیح حدیث کو رد نہ کرتے بلکہ بعض وقت دو متعارض روایتوں میں سے ایک کو رائے سے ترجیح

---

[1] قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار صفحہ ۱۷۵